کاتب وحی سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما

غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما وہ جلیل القدر صحابی ہیں، جنہیں کتابت وحی کی سعادت نصیب ہوئی۔

① سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے:

وَمُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: نَعَمْ.

''آپ معاویہ کو کاتب وحی بنالیں، فرمایا: جی ضرور۔''

(صحیح مسلم: ۲۵۰۱)

② سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُيَيْنَةَ، والْأَقْرَعَ سَأَلَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ أَنْ يَكْتُبَ بِهِ لَهُمَا، فَفَعَلَ وَخَتَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ بِدَفْعِهِ إِلَيْهِمَا، فَأَمَّا عُيَيْنَةُ فَقَالَ: مَا فِيهِ؟ قَالَ: فِيهِ الَّذِي أُمِرْتُ بِهِ، فَقَبَّلَهُ، وَعَقَدَهُ فِي عِمَامَتِهِ.

''عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم دیا کہ ان کا مطالبہ پورا کیا جائے، آپ رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاویہ رضی اللہ عنہ تحریری خط پر) مہر ثبت کر دی اور فرمایا: انہیں دے دیں۔ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے پوچھا

(معاویہ!) خط میں کیا ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں فرمان نبوی تحریر ہے، عیینہ رضی اللہ عنہ نے خط چوما اور اپنے پگڑی میں باندھ لیا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٤/١٨٠، سنن أبي داؤد : ١٦٢٩، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۹۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۳۹۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

قارئین کرام! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے حکم فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر خدمت عالیہ میں پیش کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحریر پر اعتماد کیا اور مہر ثبت فرما دی، نہ خود پڑھا اور نہ ہی کسی دوسری صحابی سے پڑھوایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر معاویہ پر مکمل بھروسہ تھا۔ اسی طرح صحابہ کرام کو بھی آپ پر بھرپور اعتماد تھا۔ جیسا کہ

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم و چراغ، عالم اہل بیت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَهٗ : أَنَّهٗ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَّرَ مِنْ شَعَرِهٖ بِمِشْقَصٍ، فَقُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ : مَا بَلَغَنَا هٰذَا إِلَّا عَنْ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ : مَا كَانَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّهَمًا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ چشم دید گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قینچی کے ساتھ اپنے بال کاٹے۔ ہم (تلامذۂ ابن عباس) نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ ہم تک یہ حدیث صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے

ہی پہنچتی ہے؟ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولتے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٩٤/٤، المعجم الكبير للطبراني : ٦٩٧/١٩، وسندهٗ حسنٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ .

''آپ کاتب وحی تھے۔''

(دلائل النبوة للبيهقي : ٢٤٣/٦، سير أعلام النبلاء للذهبي : ١٢٣/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

④ مؤرخ اسلام، مفسر قرآن، عماد الدین، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا قَدْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ النَّاسِ قَاطِبَةً .

''معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے کاتب وحی ہونے پر اجماع ہے۔''

(البداية والنهاية : ٣٥٤/٥)

⑤ عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ خَرَجَ عَلٰى قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ : سَأُبَشِّرُكُمْ بِمَا بَشَّرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَجِدُونَ رَجُلًا مَنْزِلَتُهٗ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَتِي، أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، كُنْتُ خَتَنَهٗ، وَكُنْتُ فِي كِتَابِهٖ، وَكُنْتُ أَرْحَلُ لَهٗ رَاحِلَتَهٗ، وَإِنَّ رَسُولَ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ : إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس آئے، جو ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور فرمایا: ابھی میں آپ کو وہ خوش خبری دیتا ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ جیسوں کے متعلق دی ہے۔ آپ کو ایسا کوئی نہیں ملے گا، جس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے جیسے مراسم ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری بہ نسبت کم احادیث بیان کرنے والا ہو۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا ہوں، آپ کی کتابت میرے ذمہ تھی اور میں ہی آپ کی سواری تیار کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی کرنے والوں سے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔''

(الشريعة للآجري : ١٩٤٧، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ تبع تابعی، شیخ الاسلام، معافیٰ بن عمران رحمہ اللہ (م: ١٨٥/١٨٦ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ صَاحِبُهٗ وَصِهْرُهٗ وَكَاتِبُهٗ وَأَمِينُهٗ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، سسرالی رشتہ دار، کاتب اور وحی الٰہی پر قابل اعتماد شخصیت ہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : ٢٠٩/١، تاريخ ابن عساكر : ٢٠٨/٥٩، البداية والنهاية لابن كثير : ١٤٨/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ ابو الحارث احمد بن محمد الصائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَجَّهْنَا رُقْعَةً إِلٰى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ : مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيمَنْ قَالَ : لَا أَقُولُ إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَاتِبُ الْوَحْيِ، وَلَا أَقُولُ إِنَّهٗ خَالُ

الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ أَخَذَهَا بِالسَّيْفِ غَصْبًا؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: هٰذَا قَوْلُ سَوْءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَنُبَيِّنُ أَمْرَهُمْ لِلنَّاسِ.

''ہم نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جس کا دعویٰ ہو کہ: ''میں معاویہ (رحمہ اللہ) کو کاتب وحی نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) تسلیم کرتا ہوں، بلکہ انہوں نے یہ لقب بزور بازو اختیار کر لیا ہے؟'' امام ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ انتہائی بری اور ردی بات ہے، ایسوں سے کنارہ کشی کی جائے، ان کی مجلس اختیار کرنے سے باز رہا جائے اور لوگوں کے سامنے ان کی گمراہیاں واضح کی جائیں۔''

(السنة لأبي بكر بن الخلال: ٦٥٩، وسندهٗ حسنٌ)

⑧ امام ابوبکر محمد بن حسین الآجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَاتِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الْقُرْآنُ بِأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

''معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب قرآن تھے۔''

(الشريعة: ٥/٢٤٣١)

⑨ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

خال المؤمنين وكاتب وحي رب العالمين أسلم يوم الفتح.

''آپ خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) اور کاتب وحی رب العالمین، فتح

مکہ والے دن مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(تاریخ دمشق : ٥٥/٥٩)

⑩ نیز لکھتے ہیں:

أصح ما روى في فضل معاوية حديث أبي حمزة عن ابن عباس أنه كاتب النبي صلى الله عليه وسلم.

''سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں مروی سب سے صحیح ابوحمزہ کی حدیث ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔''

(تاریخ دمشق : ١٠٦/٥٩)

⑪ امام ابومنصور معمر بن احمد اصبہانی رحمہ اللہ (٤٢٨ھ) اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأن معاوية بن أبي سفيان كاتب وحي الله وأمينه، ورديف رسول الله صلى الله عليه وسلم، وخال المؤمنين.

''سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی وحی کا کاتب وامین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہونے اور خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) ہونے کا شرف حاصل ہے۔''

(الحجة في بيان المحجة للإمام قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد الأصبهاني : ٢٤٨/١، وسندهٗ صحيحٌ)

⑫ امام اندلس، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) لکھتے ہیں:

وَهُوَ أحد الذين كتبوا لرسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب ہونے کا شرف حاصل تھا۔''

(الإستيعاب في معرفة الأصحاب : ١٤١٦/٣)

⑬ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:

واستكتبه النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کتابت وحی کا کہا۔''

(المنتظم في تاريخ الملوك والأمم : ١٨٥/٥)

⑭ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) مسلمانوں کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں:

ومعاوية خال المؤمنين، وكاتب وحی اللّٰه، وأحد خلفاء المسلمين .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں)، کاتب وحی الٰہی اور مسلمانوں کے ایک خلیفہ تھے۔''

(لمعة الإعتقاد، ص ٣٣)

⑮ مؤرخ اسلام مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمَقْصُودُ مِنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْكُتَّابِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْوَحْيَ .

''ہمارا مقصود یہ بتانا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جملہ کاتبین وحی میں سے ہیں، جو کتابت وحی کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔''

(البداية والنهاية : ۱۱۹/۸)

⑯ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) لکھتے ہیں:

أما معاوية فهو خال المؤمنين، أبو عبد الرحمن بن أبي سفيان صخر بن حرب الخليفة الأموي كاتب الوحى، أسلم عام الفتح .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) ابوعبدالرحمٰن بن ابو سفیان صخر بن حرب، اموی خلیفہ، کاتب وحی فتح مکہ والے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(التوضيح لشرح الجامع الصحيح : ۳۴۳/۳)

⑰ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

الخليفة صحابي أسلم قبل الفتح وكتب الوحى .

''آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ اور فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابی تھے۔ نیز آپ کاتب وحی رہے۔''

(تقريب التهذيب : ٦٧٥٨)

⑱ علامہ ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کے متعلق رقم طراز ہیں:

كاتب الوحى لرسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذو المناقب الجمة .

''آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے کاتب وحی تھے اور بے شمار مناقب ومراتب کے

مالک ہیں۔''

(إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري : ١/١٧٠)

⑲ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

وكان أحد الكتاب لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم .

''آپ رضی اللہ عنہ رسول کے کاتب وحی تھے۔''

(تاريخ الخلفاء، ص ١٤٨)

تنبیہ:

ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ المدائنی کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کے مابین خط وکتابت کا کام سرانجام دیتے تھے۔

(سير أعلام النبلاء للذهبي : ٣/١٢٣)

یہ قول بلا دلیل ہے۔

⑳ جب دشمنان صحابہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کا انکار کیا، تو ان کے رد وانکار میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) شمشیر بے نیام ہو گئے:

فَهٰذَا قَوْلٌ بِلَا حُجَّةٍ وَلَا عِلْمٍ، فَمَا الدَّلِيلُ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَكْتُبْ لَهٗ كَلِمَةً وَاحِدَةً مِنَ الْوَحْيِ، وَإِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهٗ رَسَائِلَ؟

''یہ دعویٰ علم اور دلیل سے کورا ہے۔ (بتاؤ! کہ) اس بات پر کیا دلیل ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف خطوط لکھے ہیں، وحی کا ایک لفظ بھی نہیں لکھا؟''

(منهاج السنة النبوية : ٤/٤٢٧)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

① سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ : مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ : يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ : لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِي .

''میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ عرفات میں تھا۔فرمانے لگے: لوگ تلبیہ کہتے سنائی نہیں دے رہے؟ میں نے عرض کی: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فوراً اپنے خیمے سے برآمد ہوئے اور تلبیہ پکارنے لگے اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض کی وجہ سے سنت ترک کر دی۔''

(سنن النسائي : ٣٠٠٦)

دوسری روایت میں ہے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ مُعَاوِيَةَ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ فَقَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''یا اللہ! گو معاویہ کو برا لگے، (میں) لبيك اللّٰهم لبيك ''حاضر ہوں'' (کہتا ہوں)۔اللہ! ان پر لعنت کا کوڑا برسا، انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد کی وجہ سے سنت نبوی ترک کر دی ہے۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٩٤٤٧)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ خالد بن مخلد قطوانی (حسن الحدیث) کی روایت اہل کوفہ سے ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ ابوالحسن صالح بن علی ''کوفی'' ہے۔ یہ جرح مفسر ہے۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) نقل کرتے ہیں:

ذكر الغلابي في تاريخه، قال : القطواني يؤخذ عنه مشيخة المدينة، وابن بلال فقط .

امام مفضل بن غسان غلابی (۲۴۶ھ) نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے: قطوانی کی وہی روایت قبول کی جائے گی، جو انہوں نے اہل مدینہ اور سلیمان بن بلال سے لی ہے۔''

(شرح علل الترمذي : ٢/٧٧٥)

تنبیہ:

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّـهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّـى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّـمَ إِلَيَّ : أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ معاہدہ تھا کہ میرے ساتھ محبت صرف مومن کرے گا اور بغض صرف منافق رکھے گا۔''

(صحيح مسلم : ٧٨)

صحابہ اور ائمہ اہل سنت نے اس یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر فٹ نہیں کی! اور نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی بنا پر انہیں برا بھلا کہا، بل کہ دونوں سے محبت ومودت کا اظہار کیا۔ ترحم اور استغفار کو اپنا شعار بنایا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَمَعْنَاهُ: أَنَّ حُبَّ عَلِيٍّ مِنَ الإِيْمَانِ، وَبُغْضَهُ مِنَ النِّفَاقِ، فَالإِيْمَانُ ذُو شُعَبٍ، وَكَذَالِكَ النِّفَاقُ يَتَشَعَّبُ، فَلَا يَقُوْلُ عَاقِل: إِنَّ مُجَرَّدَ حُبِّهِ يَصيرُ الرَّجُلُ بِهِ مُؤْمِناً مُطلَقاً، وَلَا بِمُجَرَّدِ بُغضِهِ يصيرُ بِهِ الموحِّد مُنَافِقاً خَالصاً. فَمَنْ أَحَبّه وَأَبغض أَبَا بَكْرٍ، كَانَ فِي مَنْزِلَة مَنْ أَبغضه، وَأَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ، فَبُغضهُمَا ضَلَالٌ وَنفَاق، وَحبُّهُمَا هُدًى وَإِيْمَان.

''اس حدیث کا مفہوم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان اور ان سے بغض منافقت ہے۔ ایمان کے کئی شعبے ہیں، اسی طرح نفاق کے بھی کئی شعبے ہیں، لہٰذا کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت سے بندہ کامل مومن بن جاتا ہے اور ان سے بغض رکھنے سے موحد آدمی منافق بن جاتا ہے۔ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ محبت کی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کا دم بھرنے والوں میں سے ہے۔ دونوں سے بغض ضلالت اور نفاق ہے اور دونوں سے محبت و عقیدت ہدایت اور عین ایمان ہے۔''

(سير أعلام النبلاء: ۵۱۰/۱۲)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلٰى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهٗ، فَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهٗ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خمس وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، کیوں کہ وہ (مال خمس سے ایک لونڈی لے کر اس سے جماع کرنے کے بعد) غسل کر چکے تھے۔ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: علی کو دیکھیں۔ ہم مدینہ آئے، تو میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بریدہ! آپ علی سے بغض رکھتے ہیں، عرض کیا، جی۔ فرمایا: بغض نہ رکھیں، خمس میں ان کا حصہ اس سے بھی زیادہ ہے۔''

(صحيح البخاري: ٤٣٥٠)

ناراض ہو جانا اور غم وغصہ کا آ جانا بشریت کا تقاضا ہے، سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ملال آ گیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ناراضی دور کرنے کا کہا، ان پر کوئی فتوی نہیں لگایا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ برتاؤ اجتہاد کی بنا پر تھا، جس میں آپ خطا کار ٹھہرے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے قطعا ثابت نہیں کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رنجیدہ ہوں، وہ ایک اجتہادی غلطی پر تھے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی جماعت اجتہادی غلطی پر تھی۔ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت راہ اعتدال اور راہ

حق پر ہیں۔ وہ نہ تو روافض اور معتزلہ کی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں، نہ ہی نواصب کی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اہانت کے مرتکب ہیں، نہ ہی خوارج کی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے بیزار ہیں۔

② عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا، وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي.

''میں اور میرے والد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں قالین پر بٹھایا، ہمیں کھانا پیش کیا، ہم نے کھایا، پھر کوئی مشروب لایا گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور میرے ابو کو تھما دیا اور فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا، میں نے کبھی نہیں پیا، مزید فرمایا: میں قریش میں سب سے زیادہ خوب صورت نوجوان اور عمدہ دانتوں والا تھا، ان دنوں کی لذتیں اب کہاں؟ دودھ اور انسانوں سے گفتگو بہر حال اب بھی لذیذ ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد:)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ عبداللہ بن بریدہ سے حسین بن واقد کی روایت ''منکر'' ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عبد اللّٰه بن بُرَيْدَة الَّذِي روى عَنهُ حُسَيْن بن وَاقد مَا أنكرها .

''عبداللہ بن بریدہ، کی وہ روایات جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، وہ کس قدر ''منکر'' ہیں!''

(العلل ومعرفة الرجال برواية ابنه عبد اللّٰه : ۱۴۲۰)

یہ جرح مفسر ہے۔ جو نا قابل رد ہے۔

③ عبد الرحمٰن بن عبد رب الکعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہا:

هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء : ۲۹) قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ .

''آپ کا بھتیجا معاویہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم باطل ذرائع سے ایک دوسرے کا مال کھائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈال لیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ **(النساء :۲۹) ''اہل ایمان! باہم ایک دوسرے کا مال باطل ذرائع سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی مفاہمت سے تجارت ہو، تو الگ بات ہے۔ نیز خود کو ہلاکت میں مت ڈالو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر مہربان ہے۔'' عبداللہ بن عمرو**

بن عاص رضی اللہ عنہما دم بخود ہو گئے، پھر فرمایا: اللہ کی اطاعت کا کہیں، تو ان کی بجا آوری کریں اور اگر گناہ کا کہیں، تو ان کی بات مت مانیں۔''

(صحيح مسلم : ١٨٤٤)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

واستحلاف عبد الرحمن زيادةٌ فِي الاستيثاق، لا أنه كذّبه، ولا اتّهمه، وما ذكره عبد الرحمن عن معاوية رضى اللّٰه تعالٰى عنه إغياء فِي الكلام عَلٰى حسب ظنّه، وتأويله، وإلا فمعاوية رضى اللّٰه تعالٰى عنه لم يُعرف منْ حاله، ولا منْ سيرته شيء مما قَالَ لهٗ، وإنما هٰذَا كما قالت طائفة منْ الأعراب : إن ناساً منْ المصدّقين يظلموننا، فسَمَّوا أخذ الصدقة ظلمًا، حسب ما وقع لهم .

''عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لئے کہی کہ انہیں اپنے ظن کی تصدیق چاہیے تھی، انہوں نے نہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا ہے، نہ ہی جھوٹ باندھا ہے، سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو ان کا گمان اور ذاتی تعبیر تھی، جو انہوں نے بیان کر دی، کیوں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کچھ ثابت نہیں کہ انہوں نے باطل کے ساتھ مال کھانے کا حکم دیا ہو، سیدنا عبد الرحمان رضی اللہ عنہ کی بات ایسے ہی جیسے بدوؤں کا ایک گروہ کہتا تھا کہ صدقہ لینے والے بعض لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں، انہوں نے صدقہ لینے کا نام ظلم رکھ دیا، کیوں کہ یہ ان کا گمان تھا نہ کہ سچ۔''

(المفهم لما أشكل من تلخيص صحيح مسلم: ٥٣/٤)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

''عمار کی کیا بات ہے! اسے باغی گروہ قتل کردے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائیں گے۔''

(صحيح البخاري: ٤٤٧، صحيح مسلم: ٢٩١٥)

شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فَإِنْ قِيلَ كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّينَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوا ظَانِّينَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لَا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُونِهِمْ فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَالِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلٰى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةُ إِذْ ذَاكَ، وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلٰى خِلَافِ ذَالِكَ لٰكِنَّهُمْ معذورون للتأويل الَّذِي ظهر لَهُم.

''اگر آپ کہیں کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا، آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے اور قتل کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کی جماعت تھی، تو ان کے متعلق یہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے؟

جواب یہ ہے کہ وہ انہیں اپنے گمان کے مطابق جنت کی طرف بلا رہے ہیں، وہ مجتہد ہیں، انہیں اپنے گمان کی اتباع میں کوئی ملامت نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا جنت کی طرف بلانے سے مراد یہ ہے کہ جنت کے سبب کی طرف بلانا، جو کہ امام حق کی اطاعت وفرماں برداری ہے۔ اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلاتے تھے، جو کہ امام وقت اور واجب الاطاعت تھے۔ جب کہ معاویہ اور آپ کے ساتھی انہیں دوسری طرف بلاتے تھے، لیکن وہ اپنے اجتہاد میں معذور ہیں، کیوں کہ ان کے پیش نظر کوئی تاویل تھی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : ٥٤٢/١)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا نَذكُرُ أَحداً مِنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَنتَرَضّٰى عَنْهُم، وَنَقُوْلُ: هُم طَائِفَةٌ مِنَ المُؤْمِنِيْنَ بَغَتْ عَلَى الإِمَامِ عَلِيٍّ، وَذَالِكَ بِنصِّ قَوْلِ المُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِعَمَّارٍ: (تَقْتُلُكَ الفِئَةُ البَاغِيَةُ).

فَنَسَأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَرْضٰى عَنِ الجَمِيْعِ، وَأَلَّا يَجعَلَنَا مِمَّنْ فِي قَلْبِهِ غِلٌّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ. وَلَا نَرتَابُ أَنَّ عَلِيّاً أَفْضَلُ مِمَّنْ حَارَبَه، وَأَنَّهُ أَوْلٰى بِالحَقِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''ہم ہر صحابی کا ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور ان سے راضی ہیں اور ہم کہتے ہیں: (شیعان معاویہ) مومنوں کا ہی ایک گروہ ہیں، جس نے امام وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کی۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے یہ

فرمان ہے: 'آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'
ہم اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان میں سے نہ بنائے، جن کے دلوں میں مومنوں کے لیے کینہ ہے! ہمارا یقین ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بہر کیف ان سے افضل ہیں، جنہوں نے آپ سے لڑائی کی اور آپ حق کے زیادہ قریب تھے۔''

(سير أعلام النبلاء : ۲۱۰/۸)

باغی گروہ:

باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت وملوکیت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص اسلام سے خارج ہوگا، نہ لعنت وملامت کا مستحق، وہ ظالم و فاسق بھی نہیں۔ بل کہ موؤل و ماجور ہے۔ سے باغی بھی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَ تْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ . (الحجرات : ۹)

''مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے اس وقت تک قتال کریں جب تک وہ اللہ کے فیصلے کی طرف مائل نہیں ہوتا، جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کروا دیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ منصفین کو محبوب رکھتے ہیں۔''

قرآن نے باوجود بغاوت کے دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے میں صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : ٢٧٠٤)

امام اندلس، علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

الْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِىءُ إِذا قَاتل على مَا يرى أَنه الْحق قَاصِدا إِلَى اللّٰه تَعَالٰى نِيَّته غير عَالم بِأَنَّهٗ مُخطىء فَهُوَ باعثه وان كَانَ مأجور أَو لَا حد عَلَيْهِ إِذا ترك الْقَاتِل وَلَا قَود وَأما إِذا قَاتل وَهُوَ يدْرِي أَنه مُخطىء فَهٰذَا الْمُحَارب تلْزمهُ الْمُحَاربَة والقود وَهٰذَا يفسق وَيخرج لَا الْمُجْتَهد الْمُخطءُ وَبَيَان ذٰلِك قَول اللّٰه تَعَالٰى : (وَإِن طَائِفَتَانِ من الْمُؤمنِينَ اقْتَتَلُوا فأصلحوا بَينهمَا فَإِن بَغت إِحْدَاهمَا على الْأُخْرٰى فَقَاتلُوا الَّتِي تبغي حَتّٰى تفيء إِلٰى أَمر اللّٰه) إِلٰى قَوْله : (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ أخوة فأصلحوا بَين أخويكم) فَهٰذَا نَص قَوْلنَا دون تكلّف تَأْوِيل وَلَا زَوَال عَن مُوجب ظَاهر الْآيَة وَقد

سماهم اللّٰه عز وَجل مُؤمنين باغين بَعضهم أخوة بعض فِي حِين تقَاتلهمْ وَأهل الْعدْل المبغي عَلَيْهِم والمأمورين بالإصلاح بَينهم وَبينهمْ وَلم يصفهم عز وَجل بفسق من أجل ذٰلِك التقاتل وَلَا ينقص إِيمَان وَإِنَّمَا هم مخطئون باغون وَلَا يُرِيد وَاحِدًا مِنْهُم قتل آخر .

''مجتہد خطا کار جب لڑے اور وہ خود کو حق پر سمجھتا ہوا اپنی نیت اللہ کے سپرد کرتا ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ خطا کار ہے۔تو وہ ماجور اور قصاص سے مامون ہوگا، اس پر کوئی دیت نہیں ہوگی، اگر قتال چھوڑ دے۔ اگر اپنی غلطی جانتے بوجھتے قتال کرے، تو ایسا شخص حربی ہوگا اور اسے قتال کرنا اور قصاص لازم آئے گا۔ ایسا شخص فاسق و فاجر ہے، مجتہد وخطا کار نہیں ہے۔اس کی وضاحت یہ فرمان باری تعالیٰ کرتا ہے:وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ .(الحجرات : ۹) ''مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرادیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔'' آگے فرمایا: (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ أخوة فأصلحوا بَين أخويكم) ''بلاشبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان میں صلح صفائی کروا دیا کریں۔'' یہ دلیل بغیر کسی تاویل و تبدل کے ہمارے موقف پر دلیل ہے اور اسے ظاہری معنی سے پھیرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔اللہ تعالیٰ نے حالت قتال میں انہیں مومن باغی کہا ہے اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے بھائی بھی قرار دیا ہے۔ نیز ان باغیوں کو عادل اور صالح کہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں آپس کی اس لڑائی کی بنا پر فاسق و فاجر نہیں کہا اور نہ ہی ان کے ایمان میں کمی واقع ہوئی۔ یہ تو خطا کار ہیں، جو

بغاوت پر اتر آئے، ان میں کسی کا بھی دوسرے کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔''

(الفصل في الملل والأهواء والنحل : ١٢٥/٤)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

أَمَا إِذَا كَانَ الْبَاغِي مُجْتَهِدًا وَمُتَأَوِّلًا، وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُ أَنَّهُ بَاغٍ، بَلِ اعْتَقَدَ أَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فِي اعْتِقَادِهِ : لَمْ تَكُنْ تَسْمِيَتُهُ «بَاغِيًا» مُوجِبَةً لِإِثْمِهِ، فَضْلًا عَنْ أَنْ تُوجِبَ فِسْقَهُ، وَالَّذِينَ يَقُولُونَ بِقِتَالِ الْبُغَاةِ الْمُتَأَوِّلِينَ؛ يَقُولُونَ : مَعَ الْأَمْرِ بِقِتَالِهِمْ قِتَالُنَا لَهُمْ لِدَفْعِ ضَرَرِ بَغْيِهِمْ؛ لَا عُقُوبَةً لَهُمْ؛ بَلْ لِلْمَنْعِ مِنْ الْعُدْوَانِ، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُمْ بَاقُونَ عَلَى الْعَدَالَةِ؛ لَا يُفَسَّقُونَ، وَيَقُولُونَ : هُمْ كَغَيْرِ الْمُكَلَّفِ، كَمَا يُمْنَعُ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُونُ وَالنَّاسِي وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالنَّائِمُ مِنْ الْعُدْوَانِ أَنْ لَا يَصْدُرَ مِنْهُمْ؛ بَلْ تُمْنَعُ الْبَهَائِمُ مِنْ الْعُدْوَانِ، وَيَجِبُ علٰى مَنْ قُتِلَ مُؤْمِنًا خَطَأً الدِّيَةُ بِنَصِّ الْقُرْآنِ مَعَ أَنَّهُ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِك .

''جب باغی مجتہد اور متاول ہو، اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ غلطی پر ہے، بل کہ خود کو حق پر سمجھے، وہ غلطی اعتقادی ہی کیوں نہ ہو، اسے باغی نام دینے سے اس کا گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔ جن حضرات نے باغی متاولین سے قتال کرنے کا کہا ہے، انہوں نے قتال کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا ان سے قتال ان کے بغاوت کے نقصان کو دور

کرنے کے لیے ہے، نہ کہ بہ طور سزا۔ بل کہ دشمن سے دفاع کرتے ہوئے اور بس۔ محدثین کہتے ہیں کہ ان کی عدالت باقی ہے، انہیں فاسق نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ یہ غیر مکلّف کی طرح ہے، جیسا کہ بچے، پاگل دیوانے، بھلکھڑ، بے ہوش اور سوئے ہوئے کو سرکشی سے روکا جاتا ہے، بل کہ جانوروں کو بھی سرکشی سے روکا جاتا ہے۔ قرآنی نص کے مطابق کسی مومن کو غلطی سے قتل کردینے والے پر دیت لازم ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ: ٧٦/٣٥)

نیز لکھتے ہیں:

الْبَاغِي قَدْ يَكُونُ مُتَأَوِّلًا مُعْتَقِدًا أَنَّهُ عَلٰى حَقٍّ، وَقَدْ يَكُونُ مُتَعَمِّدًا يَعْلَمُ أَنَّهُ بَاغٍ، وَقَدْ يَكُونُ بَغْيُهُ مُرَكَّبًا مِنْ شُبْهَةٍ وَشَهْوَةٍ، وَهُوَ الْغَالِبُ .

وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ فَهٰذَا لَا يَقْدَحُ فِيمَا عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَا يُنَزِّهُونَ مُعَاوِيَةَ وَلَا مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ مِنَ الذُّنُوبِ، فَضْلًا عَنْ تَنْزِيهِهِمْ عَنِ الْخَطَأِ فِي الِاجْتِهَادِ، بَلْ يَقُولُونَ: إِنَّ الذُّنُوبَ لَهَا أَسْبَابٌ تَدْفَعُ عُقُوبَتَهَا مِنَ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''باغی کبھی کبھار تاویل کرتا ہے اور خود کو حق پر سمجھتا ہے اور کبھی جانتے بوجھتے بغاوت کا مرتکب ہو جاتا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بغاوت شبہ اور شہوت کا مجموعہ ہوتی ہے۔

جیسا بھی سمجھ لیا جائے، اس سے اہل سنت کے موقف پر آنچ نہیں آتی۔ کیوں

کہ اہل سنت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا ان سے بھی افضل صحابی، کسی کو گناہوں سے منزہ نہیں سمجھتے، چہ جائیکہ اجتہادی خطا سے منزہ سمجھتے ہوں۔ بل کہ اہل سنت تو کہتے ہیں: ان گناہوں کے توبہ، استغفار، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں اور گناہوں کو معاف کر دینے والی مصیبتیں وغیرہ کی صورت میں ایسے اسباب ہیں، جو ان کی سزا کو ختم کر دیتے ہیں۔''

(منهاج السنة النبوية : ٣٨٥/٤)

مؤرخ اسلام، مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ عَلِيٌّ أَحَقَّ بِالْأَمْرِ مِنْ مُعَاوِيَةَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَسْمِيَةِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بُغَاةً تَكْفِيرُهُمْ كَمَا يُحَاوِلُهُ جَهَلَةُ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا بُغَاةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ فِيمَا تَعَاطَوْهُ مِنَ الْقِتَالِ وَلَيْسَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُصِيبًا بَلِ الْمُصِيبُ لَهُ أَجْرَانِ وَالْمُخْطِءُ لَهُ أَجْرٌ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ اصحاب معاویہ پر باغی کا لفظ بولنے سے ان کا کافر ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ بعض گمراہ، جاہل شیعہ وغیرہ نے کہا ہے۔ کیوں کہ اگر چہ وہ باغی تھے، لیکن وہ اپنی لڑائی میں مجتہد تھے۔ ہر مجتہد درست نہیں ہوتا، بل درست کو دوہرا اور غلطی کھانے والے کو اکہرا اجر ملتا ہے۔''

(البداية والنهاية : ٢١٨/٣)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لـم يُنكـر مُعَاوِيَة قطّ فضـل عَليّ واستحقاقه الْخلَافَة لٰكِن اجْتِهَـاده اداه إِلٰى أَن رأى تَقْدِيم أَخذ الْقود من قتلة عُثْمَان رَضِـى اللّٰـه عَنـهُ على الْبيعَة وَرَأى نَفسـه أَحَق بِطَلَب دم عُثْمَان .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کا خلیفہ برحق ہونے کا انکار نہیں کیا، لیکن آپ نے اجتہاداً یہ سمجھا کہ قاتلین عثمان کا قصاص لینا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے مقدم ہے، آپ سمجھتے تھے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا حق مجھے علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے۔''

(الفصل في الملل والأهواء والنحل : ١٢٤/٤)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ اجتہادی خطا کی وجہ سے تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ سیدنا عثمان سے ہماری قربت ہے، لہٰذا ہم ہی قصاص عثمان کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن معاملہ طے پانے کے بجائے قتال کی شکل اختیار کر گیا۔ اس سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی کا سبب بھی قصاص عثمان ہی تھا۔ اس وقت بھی معاملہ الجھا اور لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ بعینہٖ ایک ہے۔ یہ بات بسند صحیح ثابت نہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے معذرت کر لی تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت نہیں۔ نہ ہی آپ نے کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ بعض لوگ ایک روایت کے معنی میں دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ گالیاں دیتے تھے۔ روایت یوں ہے۔

عامر بن سعد بن ابو وقاص رحمہ اللہ اپنے والد محترم سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان

فرماتے ہیں:

أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ : مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ : أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ : فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ : ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهٖ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهٖ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ : (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ) (آل عمران : ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ : اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور پوچھا: آپ کی سیدنا ابو تراب (علی) رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ میں تو اس لیے گالی نہیں دیتا، کیوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرامین گرامی یاد ہیں۔ ہر فرمان مجھے

سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ میں نے خود سنا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی ﷺ کو کسی غزوہ میں پیچھے چھوڑ دیا۔ سیدنا علی ﷺ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا میرے ہاں وہی مقام ہے، جو موسی علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ ہاں میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر والے دن فرماتے ہوئے سنا: میں جنگ کا جھنڈا اس کے حوالے کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو۔ ہم اس کی طمع کرنے لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی کو میرے پاس لائیں، انہیں لایا گیا، آپ آشوبِ چشم کا شکار ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا اور جھنڈا تھما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں فتح بھی عطا فرمائی۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ) (آل عمران: ٦١) ''فرما دیجئے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ......'' رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

(صحيح مسلم : ٢٤٠٤)

سب (گالی) کی تعریف:

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هو الكلام الذي يقصد به الانتقاص والاستخفاف وهو ما يفهم من السب بعقول الناس على اختلاف اعتقاداتهم :

كاللعن و التقبيح، و نحوهما .

''سب (گالی) سے مراد ایسا کلام ہے، جس سے کسی کی شان میں تنقیص مقصود ہو۔ اس کا مفہوم لوگوں کے اعتقادات کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔ مثلا کسی کو لعین یا قبیح وغیرہ قرار دینا۔''

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص٥٦١)

واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو قبیح گالیاں نہیں دیتے تھے۔ جن صحابہ جیسا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت ہے، اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اجتہاد میں خطا کار قرار دینا، ان کی رائے سے اختلاف رکھنا یا ان کے معاملہ کو غلط قرار دینا، مراد ہے۔

سب (گالی) کا ہر جگہ ایک معنی نہیں، کسی کو برا بھلا کہنا یا اس پر لعن طعن کرنا بھی گالی ہے۔ مثلاً

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ .

''آئیں اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔''

(صحيح البخاري : ٥٢٠، صحيح مسلم : ١٧٩٤)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ .

''آپ آئیں اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔''

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.

''سیدنا خالد بن ولید اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے مابین تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی بھی صحابی پر طعن و تشنیع مت کریں، آپ کا احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا ان کے مٹھی بھر جو خرچ کرنے کے اجر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

(صحيح البخاري: ٣٦٧٣ و صحيح مسلم: ٢٥٤١ واللفظ له)

③ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ؟ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيِّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَت: الْحُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَال: لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: ام سائب یا ام مسیّب! آپ پر لرزہ کیوں طاری ہے؟ کہنے لگی، بخار ہے، اللہ اسے غارت کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخار کو برا نہ کہیں، یہ تو انسان کے

گناہوں کو یوں ختم کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم : ۲۵۷۵)

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ وغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے، عرض ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جنگیں تک ہو گئیں اور یہ گناہ معاف ہو گیا، تو ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا تو انتہائی کم تر گناہ ہے، یہ تو بالا ولی معاف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

فَقَوْلُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّهُ أَمَرَ سَعْدًا بِسَبِّهِ وَإِنَّمَا سَأَلَهُ عَنِ السَّبَبِ الْمَانِعِ لَهُ مِنَ السَّبِّ كَأَنَّهُ يَقُولُ هَلِ امْتَنَعْتَ تَوَرُّعًا أَوْ خَوْفًا أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ تَوَرُّعًا وَإِجْلَالًا لَهُ عَنِ السَّبِّ فَأَنْتَ مُصِيبٌ مُحْسِنٌ وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ فَلَهُ جَوَابٌ آخَرُ ولَعَلَّ سَعْدًا قَدْ كَانَ فِي طَائِفَةٍ يَسُبُّونَ فَلَمْ يَسُبَّ مَعَهُمْ وَعَجَزَ عَنِ الْإِنْكَارِ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِمْ فَسَأَلَهُ هٰذَا السُّؤَالَ قَالُوا : وَيَحْتَمِلُ تَأْوِيلًا آخَرَ أَنَّ مَعْنَاهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهُ فِي رَأْيِهِ وَاجْتِهَادِهِ وَتُظْهِرَ لِلنَّاسِ حُسْنَ رَأْيِنَا وَاجْتِهَادِنَا وَأَنَّهُ أَخْطَأَ قَوْلُهُ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہیں بھی صراحت نہیں کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا حکم دیا ہو، بل کہ آپ نے تو صرف یہ معلوم کرنا چاہا کہ ان کی گالیاں نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ گویا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہوں کہ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں کیوں نہیں دیتے؟ وجہ عزت وعظمت کا لحاظ ہے، یا

خوف وغیرہ؟ کہ اگر تو آپ کو گالیاں دینے سے مانع تقویٰ وورع اور شان و عظمت ہے، تو آپ حق بجانب ہیں اور اگر کوئی اور سبب ہے، تو کوئی اور جواب ہوگا۔ عین ممکن ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ اس گروہ میں ہوں، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہونے کے باوجود گالی نہ دیتے ہوں اور ان پر رد بھی نہ کر سکتے ہوں، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاتمین علی پر رد کرتے ہوئے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کر دیا۔ شارحین حدیث کہتے ہیں: اس کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور رائے کو غلط قرار کیوں نہیں دیتے اور یہ بیان کیوں نہیں کرتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور ان سے غلطی ہو رہی ہے؟''

(شرح صحیح مسلم: ۵/۱۷۵۔۱۷۶)

علامہ ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) لکھتے ہیں:

وهذا ليس بتصريح بالسب، وإنما هو سؤال عن سبب امتناعه ليستخرج ما عنده من ذلك، أو من نقيضه، كما قد ظهر من جوابه، ولما سمع ذلك معاوية سكت وأذعن، وعرف الحق لمستحقه .

''یہ گالی کی صراحت نہیں ہے، بل کہ یہ تو فقط گالی نہ دینے کی وجہ پوچھی گئی ہے، تاکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جان لیں کہ ان کے نزدیک گالی نہ دینے یا تنقیص نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جیسا کہ جواب سے واضح ہے اور جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواباً فضائل علی بیان کرتے سنا، تو خاموش رہے اور کان لگا کر سنا اور جان گئے کہ یہ اپنے موقف میں حق بجانب ہیں۔''

(المفهم لما أشكل من تلخيص مسلم: ٦/٢٧٦)

اہل علم کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا نہیں کہا، بل کہ ان کا موقف معلوم کرنا چاہا۔

مشاجرات صحابہ یعنی جنگیں ہوں یا باہمی اختلاف ہو یا ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ہو، تو اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں زبان بندی کی جائے اور ان سب سے محبت کرتے ہوئے ترحم اور استغفار کی جائے۔

یہ احادیث تو محدثین کی ہیں، وہ ان کے مطالب ومعانی اور مفاہیم سے بخوبی آشنا تھے۔ اس کے باوجود وہ مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کا کہتے ہیں۔ کسی کی طرف داری کرتے ہیں، نہ کسی سے عداوت رکھتے ہیں، بل کہ تمام صحابہ کرام کے فضائل ومناقب کے قائل ہیں، ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اور دشمنان صحابہ کے لیے ننگی تلوار ہیں۔

تنبیہ نمبر ①

عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص کہتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ : أَظْهَرَ شَتْمَ عَلِيٍّ وَتَنَقُّصَهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ : مَا أُحِبُّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ كُلَّمَا عَتَبْتَ تَنَقَّصْتَ، وَكُلَّمَا غَضِبْتَ ضَرَبْتَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَالِكَ حَاجِزٌ مِنْ حِلْمِكَ وَلَا تَجَاوُزٌ بِعَفْوِكَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر شتم کیا گیا تھا اور ان کی تنقیص کی گئی تھی، تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جوابی خط لکھا کہ امیر المومنین! میں یہ انداز کلام آپ کے شایان شان نہیں سمجھتا کہ آپ عیب جوئی کرتے اور تنقیص شان کرتے ہیں، غصہ ہوتے اور مارتے ہیں، کیا آپ کا حلم آپ کو روکتا نہیں ہے؟ آپ عفو سے کام کیوں نہیں لیتے۔؟''

(أنساب الأشراف للبلازري : ٥/٢٣)

تبصرہ:

سفید جھوٹ ہے۔ عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص دونوں مجہول ہیں، نیز انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

تنبیہ نمبر ②

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے:

''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں بر سر ممبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتی کہ مسجد نبوی میں ممبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ (الطبری، جلد۴، ص ۱۸۸، ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴، ج ۴، ص ۱۵۴، البدایہ، ج ۸، ص ۲۵۹، ج ۹، ص ۸۰) کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔''

(خلافت و ملوكيت، ص ١٧٤)

تبصرہ:

قارئین کرام! یہ حوالہ ذکر کرنے میں مودودی صاحب نے دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔طبری کے محولہ صفحہ پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔مودودی صاحب تو فوت ہو گئے ہیں،اب ان کے حواریوں پر لازم ہے کہ وہ اسے ثابت کریں!

جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے،تو ہم مودودی صاحب کے بارے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ مودودی صاحب کی صحابہ کے خلاف ہرزہ سرائی ہے۔شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف ہے۔اس طرح کی گندگی سے کتاب کو آلودہ کرنا دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل ہے اور ایک نہایت مکروہ بدعت ہے۔

تنبیہ نمبر ③

جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن عبد العزیز نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سَبِّ علي کی جگہ یہ پڑھنی شروع کردی: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النحل : ٩٠)''

(خلافت و ملوکیت، ص ١٧٤)

تبصرہ:

اس غیر ثابت اور جھوٹے قصہ سے مودودی صاحب نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا ہے۔وہ کون سی غلط روایات تھیں،جنہیں عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ

نے بدلا۔ دراصل انہیں بنوامیہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا ہے۔ جہاں یہ لوگ مشاجرات صحابہ میں ائمہ اہل سنت کے منہج سے منحرف ہیں، وہاں ائمہ محدثین کی سند سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے ہیں۔ اس لیے اپنے بدعقیدگی کو ثابت کرنے کے لیے بے سر و پا باتیں کرتے ہیں۔ جو عقائد اہل سنت سے بیگانہ ہو، اس طرح کی واہی تباہی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ ان میں بعض ایسے ناعاقبت اندیش بھی ہیں، جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فاسق اور منافق گردانتے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یوم حساب بھی آنے والا ہے!

فائدہ:

عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا سَعْدٌ يَمْشِي إِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَشْتِمُ عَلِيًّا، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ : إِنَّكَ لَتَسُبُّ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ، وَاللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ سَبِّهِمْ أَوْ لَأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَلَيْكَ، قَالَ : يُخَوِّفُنِي كَأَنَّهُ نَبِيٌّ، قَالَ : فَقَالَ سَعْدٌ : أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ، فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا، قَالَ : فَجَاءَتْ بُخْتِيَّةٌ فَأَفْرَجَ النَّاسُ فَتَخَبَّطَتْهُ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ سَعْدًا، وَيَقُولُونَ : اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَكَ أَبَا إِسْحَاقَ.

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے کہ ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا، جو سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کر رہا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسی ہستیوں کو گالیاں دے رہے ہیں، جن کے فضائل اللہ

تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں؟ اللہ کی قسم! اپنی ان گالیوں سے باز آ جاؤ، ورنہ میں تم پر بد دعا کر دوں گا۔ وہ آدمی کہنے لگا: (دیکھو!) یہ مجھے ایسے ڈراتا ہے، جیسا کوئی نبی ہو۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: ''اللہ! اگر یہ فاضل شخصیات پر سب وشتم کرے، تو اسے نشانِ عبرت بنا دے۔'' (یہ کہنے کی دیر تھی کہ) بختی اونٹنی آئی، لوگ بھاگ گئے اور اس اونٹنی نے اس آدمی کو روند کر رکھ دیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے گئے اور کہنے لگے: ابو اسحاق! (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی۔''

(دلائل النبوة للبيهقي : ١٩٠/٦)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن محمد بن الاسود ''مجہول الحال'' ہے۔ سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔

اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے ثابت کر دیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، نہ ہی کسی کو ایسے کرنے کا کہا۔ اگر کسی کے پاس دلیل ہے، تو ہماری زندگی میں پیش کر دے، ورنہ روز قیامت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ لے کر ہم اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ اس دن کی جواب طلبی انتہائی مشکل ہے۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتْ: الحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، وَأَخْشٰى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهٗ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهٗ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِي الجِنَانِ.

''میں اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کی مینڈھیوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ دیکھ رہی ہیں کہ لوگوں کیا کر رہے ہیں، مجھے کوئی اختیار نہیں دیا گیا! کہنی لگیں: جائیے، آپ کا انتظار ہو رہا ہوگا۔ اندیشہ ہے کہ آپ کے نہ جانے سے اختلاف بڑھ سکتا ہے۔

یہ کہنے کی دیر تھی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے، جب لوگوں نے (قصاص عثمان میں) اختلاف کیا، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اس مسئلہ میں جو اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، سامنے آئے، جب کہ ہم قصاص عثمان کے علی اور اس کے باپ سے زیادہ حق دار ہیں۔ حبیب بن مسلمہ رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ! آپ نے جواب کیوں نہ دیا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے اپنا حبوہ کھولا اور کہنے لگا کہ قصاص عثمان کا زیادہ حق دار وہ ہے، جس نے اسلام پر آپ سے اور آپ کے باپ سے قتال کیا تھا (یعنی علی رضی اللہ عنہ)، لیکن پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ کہہ بیٹھوں، جو لوگوں میں اختلاف اور خون ریزی کا موجب بنے اور میرے متعلق وہ کچھ کہا جائے، جس کا میں نے ارادہ بھی نہ کیا ہو۔ مجھے اللہ کی تیار کردہ جنت کی نعمتیں یاد آ گئیں۔''

(صحيح البخاري : ٤١٠٨)

یہ واقعہ قصاص عثمان سے متعلق ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں کہ انہوں نے خلافت کی تمنا کی ہو یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننے کا ارادہ رکھتے ہوں، بل کہ آپ رضی اللہ عنہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت کے کسی فرد نے بھی کبھی اظہار نہیں کیا کہ یہ لوگ ہم سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جواب پر انہیں اطمینان نہ ہوا، اختلاف واقع ہو گیا، جو بعد میں لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ اس جنگ کو جنگ جمل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک سال بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہی مطالبہ لے کر میدان میں اترے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قرابت دار تھے، اس بنیاد پر سیدنا عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا، تو خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی، اس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے، اختلاف واقع ہو گیا۔ اس روایت میں اسی اختلاف کی

طرف اشارہ ہے، یہی اختلاف جنگ صفین کا باعث بنا۔ جو سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین لڑی گئی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات پر نالاں تھے کہ اس اختلاف کے حل میں مجھ سے کوئی رائے نہیں لی گئی۔ مجھے کسی معاملہ کا مختار نہیں بنایا گیا۔ تب ہی تو آپ رضی اللہ عنہما کی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہیں کہ آپ جائیں، اپنا کردار ادا کریں، ورنہ اختلاف زور پکڑ سکتا ہے۔ جب معاملہ طے پانے کے بجائے اختلاف کی طرف چلا گیا، تو اس وقت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ کوئی اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، تو سامنے آئے۔ میں قرابت کی بنا پر قصاص عثمان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ سے زیادہ حق دار ہوں۔ یہ بات بہ طور محاورہ فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے تھے، مصلحت کے پیش نظر رک گئے۔ کہنا یہ چاہتے تھے کہ قصاص عثمان کا حق دار تو علی رضی اللہ عنہ ہیں، جو اسلام پر آپ اور آپ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف خندق وغیرہ میں قتال کرتے رہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ تو دو چار دن پہلے مسلمان ہوئے ہو، جب کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ امیر المومنین بھی ہیں اور ان کی سبقت اسلام اور خدمت اسلام جیسی حسنات بھی ہیں۔

سیدنا معاویہ اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہم

خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا

أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ؟، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتّٰى أُغَيِّظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ.

''سیدنا مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور بنو اسد قبیلہ کا ایک آدمی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے کہا: معلوم ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے ہیں؟ سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک بندہ بول اٹھا: آپ اسے مصیبت سمجھتے ہیں؟ فرمایا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھا کر فرمایا: یہ مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے۔ اسدی کہنے لگا: یہ تو ایک انگارا تھا، جسے اللہ عزوجل نے بجا دیا۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں تو آج تجھے تپش دلاتا رہوں گا اور ایسی باتیں سناؤں گا، جنہیں سننے کو تیرا من نہیں کرتا۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر میں سچ کہوں، تو تائید کیجئے گا اور غلطی کھاؤں، تو ٹوک دیجئے گا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ضرور۔ مقدام رضی اللہ عنہ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا، کیا آپ کے علم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) سونا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی، فرمایا: آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی ہاں۔ فرمایا: اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، آیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کا چمڑا پہننے اور (ان کے چمڑے سے بنی ہوئی زین) پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی۔ مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: معاویہ! یہ سب کچھ میں نے آپ کے گھر میں دیکھا ہے! معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مقدام! میں جانتا تھا کہ مجھے آپ سے خلاصی کہاں؟ (راوی) خالد بن

معدان رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام رضی اللہ عنہ کو بہ نسبت دوسرے دو ساتھیوں کے زیادہ مال دیا اور ان کے بیٹے کے لیے بھی بیت المال سے دو سو درہم مقرر کر دیے۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے تو مال ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، لیکن اسدی نے کسی کو کچھ نہ دیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی، تو فرمایا: مقدام رضی اللہ عنہ سخی دل آدمی ہیں اور اسدی سنبھال سنبھال کر رکھنے میں بڑا ماہر ہے۔''

(سنن أبي داود: ٤١٣١، المعجم الكبير للطبراني: ٢٦٩/٢٠، ح: ٦٣٦)

تبصرہ:

① سند ضعیف ہے۔ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے۔ سماع بالمسلسل درکار ہے!

جس روایت میں سماع کی تصریح موجود ہے، وہاں جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کے الفاظ نہیں ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

کہا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید کی بحیر بن سعد سے روایت صحیح ہے، کیوں کہ ان کے پاس بحیر کا نسخہ موجود تھا۔ یہ روایت بھی بقیہ عن بحیر سے ہے۔ لہٰذا صحیح ہے۔

عرض ہے کہ یہ ثابت نہ ہو سکا کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی۔

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: (٢٦٣/٢) کے حوالے سے کہنا کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کتاب تھی، صحیح نہیں۔ کیوں کہ اس کی سند میں امام ابن عدی کے استاذ فضل بن عبداللہ بن سلیمان مجہول ہیں، کسی سے توثیق ثابت نہیں۔

اسی بنیاد پر ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا بقیہ کی بحیر بن سعد سے روایت سماع پر

محمول ہے۔ جس بنیاد پر یہ کہا گیا، وہ ہی ضعیف ہے۔

لہٰذا یہ ثابت نہیں کہ بقیہ بن ولید کے پاس بحیر کی کوئی کتاب تھی۔

بقیہ کے پاس بحیر کی کتاب نہ ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ یہی روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے، اگر روایت کتاب سے ہو، تو الفاظ میں اختلاف نہیں ہوتا۔ فافهم وتدبر!

② یہ کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو برا کہا گیا اور انہوں نے کوئی روک ٹوک نہیں کی۔ تو عرض ہے کہ وہاں سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے کیوں نہ روکا؟ ما هو جوابكم فيه، فهو جوابنا فيه!

③ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے، جیسا کہ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما خود بیان کرتے ہیں:

رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمُصُّ لِسَانَهٗ أَوْ شَفَتَهٗ، یَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ، وَإِنَّهٗ لَنْ یُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

”میں عینی شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوس رہے تھے اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوس لیں، انہیں کبھی عذاب نہیں چھوئے گا۔“

(مسند الإمام أحمد: ٤/٩٣، وسندهٗ صحیحٌ)

لہٰذا کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے تھے، باطل ہے۔

خلافتِ یزید

یوسف بن ماہک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعُ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ: خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ، (وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي) (الأحقاف: ١٧)، فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الحِجَابِ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ القُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز کی گورنری سونپی۔ مروان نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کے محاسن بیان کرنے لگا تاکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی بیعت کی جائے۔ عبد الرحمٰن بن ابی رضی اللہ عنہما نے انہیں کچھ کہا، تو مروان نے کہا: اسے پکڑو، آپ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے، یوں ان کا بس نہ چلا۔ مروان کہنے لگا: ایسوں کے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی تھی: (وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي) (الأحقاف: ١٧) 'جس نے اپنے والدین سے کہا: اف ہو تم پر مجھے ڈراتے ہو' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سوائے میرے عذر کے ہمارے متعلق کچھ نازل نہیں کیا۔''

(صحيح البخاري : ٤٨٢٧)

محمد بن زیاد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ، قَالَ مَرْوَانُ : سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَيْصَرَ، فَقَالَ مَرْوَانُ : هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ (وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا) (الأحقاف : ١٧) الْآيَةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : كَذَبَ وَاللّٰهِ، مَا هُوَ بِهِ، وَإِنْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ لَسَمَّيْتُهُ، وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ، وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ، فَمَرْوَانُ فضَضٌ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ .

''جب معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لے رہے تھے، تو مروان کہنے لگا: یہ تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے، سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں، بل کہ قیصر و کسریٰ کا طریقہ ہے۔ مروان کہنے لگا: ایسوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي) (الأحقاف : ١٧) **'جس نے اپنے والدین سے کہا: اف ہو تم پر مجھے ڈراتے ہو۔' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی، تو فرمایا: اللہ کی قسم! مروان غلط کہتا ہے، اس سے عبد الرحمٰن مراد نہیں، میں چاہوں تو اس کا نام بتا سکتی ہوں۔ ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی تھی، جب کہ مروان ابھی اپنے باپ کی صلب میں تھا۔ لہٰذا مروان اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ٹکڑا ہے۔''**

(السنن الكبرىٰ للنسائي : ١١٤٢٧)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ محمد بن زیاد کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ولقا نہیں۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فيه انقطاع . (تلخيص المستدرك : ٥٢٨/٤)

لہٰذا امام حاکم رحمہ اللہ کا اسے ''بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح'' کہنا صحیح نہیں۔

عبد اللہ بہی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنِّي لَفِي الْمَسْجِدِ حِينَ خَطَبَ مَرْوَانُ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَرٰى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي يَزِيدَ رَأْيًا حَسَنًا، وَإِنْ يَسْتَخْلِفْهُ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْر: أَهِرْقَلِيَّةٌ؟ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَاللّٰهِ مَا جَعَلَهَا فِي أَحَدٍ مِنْ وَلَدِهٖ، وَلَا أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَلا جَعَلَهَا مُعَاوِيَةُ فِي وَلَدِهٖ إِلا رَحْمَةً وَكَرَامَةً لِوَلِدِهٖ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَلَسْتَ الَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ: أُفٍّ لَكُمَا؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَلَسْتَ ابْنُ اللَّعِينُ الَّذِي لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاكَ، قَالَ: وَسَمِعَتْهُمَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ: يَا مَرْوَانُ، أَنْتَ الْقَائِلُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَذَا وَكَذَا؟ كَذَبْتَ، مَا فِيهِ نَزَلَتْ، وَلٰكِنْ نَزَلَتْ فِي فُلان بْنِ فُلانٍ، ثُمَّ انْتَحَبَ مَرْوَانُ، ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى أَتٰى بَابَ

حُجْرَتِهَا فَجَعَلَ يُكَلِّمُهَا حَتَّى انْصَرَفَ.

''مروان خطبہ دے رہا تھا، میں بھی مسجد میں ہی موجود تھا: اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین (معاویہ) کو یزید کے متعلق اچھا فیصلہ کرنے کی توفیق دی ہے۔ اگر انہوں نے اسے خلیفہ بنا دیا، تو سمجھو کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ بنایا۔ عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: کیا یہ ہرقلی عادت نہیں؟ اللہ کی قسم! سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی بیٹے یا کسی گھر والے کو خلیفہ نہیں بنایا، جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو شفقت اور عزت افزائی کے لیے خلیفہ بنایا ہے۔ مروان بولا: تو وہی نہیں، جس نے اپنے والدین سے کہا تھا: تمہارا برا ہو؟ سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: تو ملعون کا بیٹا نہیں؟ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت کی ہے۔ یہ ساری کاروائی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سن رہی تھیں، فرمانے لگیں: مروان! تو عبد الرحمٰن کو یہ یہ کہتا ہے؟ تو نے غلط کہا، یہ آیت ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، بل کہ فلاں بن فلاں کے متعلق نازل ہوئی، پھر مروان سسکیاں بھرنے لگا، منبر سے نیچے اترا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور کچھ گفت وشنید کے بعد چلا گیا۔''

(مسند البزّار: ٢٢٧٣، تفسير ابن أبي حاتم: ٣٢٩٥/١٠، تفسير ابن كثير: ١٥٩/٤)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ عبد اللہ بہی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں ہے۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

فائدہ نمبر ①

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

كذبت واللّٰه يا مروان، وكذب معاوية معك .

''اللہ کی قسم! مروان! تو بھی جھوٹ بول رہا اور تیرے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی جھوٹ کہا ہے۔''

(مجالس ثعلب، ص ۸۹)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ جویریہ بن اسماء تبع تابعی ہیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ نمبر ②

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے یزید سے فرمایا:

وإني لا أتخوف أن ينازعك هٰذَا الأمر الَّذِي استتب لك إلا أربعة نفر من قريش : الْحُسَيْن بن علي، وعبد اللّٰه بن عُمَرَ، وعبد اللّٰه بن الزُّبَيْرِ، وعبد الرَّحْمٰن بن أبي بكر .

''جو خلافت میں نے آپ کو سونپی ہے، اس سے متعلق آپ سے صرف چار قریشی ہی جھگڑا کر سکتے ہیں۔ حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم)۔''

(تاريخ الطّبري : ٣٢٢/٥)

تبصرہ:

جھوٹ کا پلندہ ہے۔

① ہشام بن محمد بن سائب کلبی متروک وکذاب ہے۔

② ابومخنف لوط بن یحییٰ باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

③ عبدالملک بن نوفل کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

استلحاق معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت

استلحاق:

لغة : مَصْدَرُ اسْتَلْحَقَ ، يُقَال : اسْتَلْحَقَهُ ادَّعَاهُ .

''لغوی طور پر استلحاق استلحق یستلحق باب کا مصدر ہے۔ کہاں جاتا ہے: اس نے اسے پکارا۔''

(لسان العرب، وتاج العروس، والصحاح في مادة لحق)

اصطلاحاً : هُوَ الْإِقْرَارُ بِالنَّسَبِ . وَالتَّعْبِيرُ بِلَفْظِ الِاسْتِلْحَاقِ هُوَ اسْتِعْمَال الْمَالِكِيَّةِ، وَالشَّافِعِيَّةِ، وَالْحَنابِلَةِ، وَأَمَّا الْحَنَفِيَّةُ فَاسْتَعْمَلُوهُ فِي الْإِقْرَارِ بِالنَّسَبِ عَلَى قِلَّةٍ .

''اصطلاح میں استلحاق نسب کا اقرار کرنے کو کہتے ہیں۔ استلحاق کی اصطلاح مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ استعمال کرتے ہیں۔ حنفیہ اس معنی میں بہت کم استعمال کرتے ہیں۔''

(حاشية البجيرمي على شرح المنهج : ٩١/٣، ط المكتب الإسلامي، وفتح العزيز : ٦١/٣، والشرح الكبير مع حاشية الدسوقي : ٤١٢١/٣)

یعنی کسی بچے سے نسبی رشتے کا دعویٰ کرنا استلحاق کہلاتا ہے۔

استلحاق رشتہ دار بھی کر سکتے ہیں۔

استلحاق کی شرائط:

استلحاق کی شرائط ہیں، جن کی موجودگی میں استلحاق جائز ہوگا، ورنہ استلحاق کا کوئی اعتبار نہیں۔شرائط یہ ہیں:

① مستلحَق (بچہ یا بچی) کا نسب مجہول ہو۔اگر بچے کا نسب کسی اور شخص سے مشہور ہو،تو صرف اس کے دعوی سے استلحاق جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ اس کے نسب کو توڑ کر اپنے ساتھ جوڑ رہا ہے۔نبی کریم ﷺ ایسے شخص پر لعنت کی ہے، جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف منسوب ہو جائے۔

② مستلحَق اور مستلحِق کا نسب محتمل الثبوت ہو۔نہ کوئی اس کی تکذیب کرے اور نہ کوئی دوسرا دعویدار ہو۔یعنی مستلحَق کی عمر وغیرہ اتنی ہو کہ مستحلِق کا ہی بیٹا یا بیٹی ہونی کی امید ہو۔اسی طرح اگر مستلحِق خصی یا کوئی اور ایسے عارضی میں مبتلا نہ ہو کہ جس سے اولاد ہونے کی امید نہ کی جائے۔اگر کوئی اور دعویدار ہوگا،تو بھی محض اقرار یا دعوی سے استلحاق جائز نہیں۔

③ مستلحِق لہ (یعنی جس کے لیے دعویٰ کیا جا رہا ہے۔یہ اس صورت میں جب دعویٰ کرنے والا باپ کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار ہو، جیسے حدیث زمعہ میں ہے۔) استلحاق کی تصدیق کرے۔

④ استلحاق میں مستلحَق کا نسب بدلنا مقصود نہ ہو۔

مذکورہ شرائط کی بنا پر ہی استلحاق یا اقرار جائز ہوگا۔

یاد رہے کہ سچ معلوم ہو،تو استلحاق واجب ہے اور اگر جھوٹ ہو یا نسب کی نفی کی جائے،تو یہ حرام ہے۔کیوں کہ اس میں کفران نعمت ہے۔

استلحاق معاویہ:

اب رہا مسئلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے استلحاق کا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کی طرف منسوب کیا تھا، جب کہ وہ اس سے قبل زیاد بن عبید ثقفی نام سے مشہور تھا۔ یہ بالکل بے حقیقت بات ہے۔ اس سلسلہ میں روایت پیش خدمت ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ بَشِيرٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّ زِيَادًا لَـمَّا قَدِمَ الْكُوفَةَ، قَالَ: قَدْ جئتكم في امر ما طلبته الا إليكم، قَالُوا: ادْعُنَا إِلٰى مَا شِئْتَ، قَالَ: تُلْحِقُونَ نَسَبِي بِمُعَاوِيَةَ، قَالُوا: أَمَّا بِشَهَادَةِ الزُّورِ فلا، فَأَتَى الْبَصْرَةَ، فَشَهِدَ لَهُ رَجُلٌ.

''ابواسحاق سبیعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ زیاد کوفہ آ کر کہنے لگا: میں تمہارے پاس ایک مطالبہ لے کر آیا ہوں، کسی اور سے مطالبہ نہیں کیا۔ کوفی کہنے لگے: ہم حاضر ہیں، کیا چاہیے؟ کہنے لگا: تم میرا نسب معاویہ سے ملا دو۔ کہنے لگے: جھوٹی گواہی سے تو نہیں ملا سکتے، زیاد بصرہ آیا، تو ایک بندے نے گواہی دی۔''

(تاريخ الطبري: ٢١٥/٥)

تبصرہ:

❁ سند ضعیف ہے۔

① عمر بن بشیر ہمدانی ضعیف ہے۔ اسے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ليس بقوی يكتب حديثه وجابر الجعفي احب إلي منه .

''قوی نہیں ہے، حدیث لکھ لی جائے گی۔ جابر جعفی (کذاب) مجھے زیادہ محبوب ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٦/١٠٠)

یہ تضعیف نسبی ہے۔

② ابواسحاق سبیعی رحمہ اللہ مختلط ہیں۔ عمر بن بشیر ہمدانی کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ یہ قبل از اختلاط روایت کرتا ہے یا بعد از اختلاط۔

❁ بالفرض روایت کو صحیح بھی مان لیں، تب بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کا استلحاق مذکورہ شرائط سے صحیح ہے۔

① استلحاق معاویہ سے قبل زیاد کا نسب مجہول تھا، کیوں کہ اس کی ماں کا نام سمیہ ہے، باپ کا نام معلوم نہ تھا۔ اسی لیے اسے زیاد بن ابیہ بھی کہا جاتا تھا۔ زیاد بن عبید ثقفی کہنا صحیح تو کجا کسی باسند ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں۔ لہٰذا (بشرطِ صحت روایت) معاویہ رضی اللہ عنہ زیاد کا اپنے والد ابوسفیان سے استلحاق صحیح ہے۔

② زیاد اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نسب محتمل الثبوت ہے، کیوں کہ دونوں کی عمر میں وہ تناسب موجود ہے، جو ایک باپ بیٹے میں ہو سکتا ہے۔ دوسری بات کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اس عمر میں نہ خصی تھے اور نہ کوئی عارضہ لاحق تھا۔ نیز کوئی اور استلحاق کا مدعی بھی نہ تھا۔

③ جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہہ دیا گیا کہ زیاد ان کی ولد زنی تھا، تو مستلحق لہ یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اعتراف کی ضرورت نہیں۔

④ استلحاق معاویہ (بشرط صحت روایت) میں مقصود مستلحق زیاد کا نسب بدلنا مقصود نہیں ہے۔ کیوں کہ نہ تو اس سے قبل وہ معروف النسب ہے اور نہ کوئی اور مدعی ہے، نیز ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ولد زنی بھی کہا جاتا ہے۔

اولاً تو ایسا کچھ ثابت نہیں۔ لیکن اگر ثابت سمجھا جائے، تو بھی مذکورہ شرائط کی رو سے استلحاق معاویہ درست ہوگا!